شریعت جب نہ ہو تو پھر یہ طبلِ جنگ فتنہ ہے

پاکستان میں خونِ مسلم کی پامالی پر پاکستان اور دنیا بھر کے مجاہدین کے نام - امیر القاعدہ برصغیر مولانا عاصم عمر حفظہ اللہ کا پیغام

الحمد لله رب العالمين والصلوة والسلام على سيد المرسلين وعلى آله واصحابه ومن تبعهم باحسان الى يوم الدين

اما بعد — فاعوذ بالله من الشيطان الرجيم

كُنْتُمْ خَيْرَ أُمَّةٍ أُخْرِجَتْ لِلنَّاسِ تَأْمُرُونَ بِالْمَعْرُوفِ وَتَنْهَوْنَ عَنِ الْمُنْكَرِ وَتُؤْمِنُونَ بِاللَّهِ

وقال سبحانه وتعالى:

كَانُوا لَا يَتَنَاهَوْنَ عَنْ مُنْكَرٍ فَعَلُوهُ ۚ لَبِئْسَ مَا كَانُوا يَفْعَلُونَ ﴿٧٩﴾

وقال رسول الله ﷺ:

لَزَوَالُ الدُّنْيَا أَهْوَنُ عَلَى اللَّهِ مِنْ قَتْلِ مُؤْمِنٍ بِغَيْرِ حَقٍّ

وقال علیہ السلام:

كُلُّ الْمُسْلِمِ عَلَى الْمُسْلِمِ حَرَامٌ دَمُهُ وَمَالُهُ وَعِرْضُهُ

میرے پیارے مجاہد ساتھیو اور اللہ کے راستے میں سر دھڑ کی بازی لگانے والو! اے اللہ اور اس کے رسول ﷺ کی محبت میں آنکھوں دیکھی دنیا کو ان دیکھی آخرت پر قربان کر دینے والو! اے وہ دیوانو، جو یہ نعرہ لے کر اٹھے ہیں کہ اپنا سب کچھ اس پیاری امت کی عزت کی خاطر قربان کر دیں گے! اس میں کوئی شک نہیں کہ آپ نے جس راستے کا انتخاب کیا ہے، یہ عظیم راستہ ہے، اسلام اور امت مسلمہ کی سربلندی کا راستہ ہے، یہ اسلام کی کوہان اور جنت کا مختصر ترین راستہ ہے۔ یہ ایسا راستہ ہے جو نہ صرف مسلمانوں کو بلکہ کافروں کو بھی ہدایت پر لانے کا ذریعہ ہے۔ اس فریضے کے ذریعے صرف مسلمان ہی نہیں بلکہ تمام انسان فسادی نظام سے بچ سکتے ہیں بلکہ پورے کرۂ ارض کو فساد والے نظام سے پاک کیا جا سکتا ہے۔

لیکن سوال یہ ہے کہ کیا آج اس جہاد کو جو چاہے، جیسے چاہے اور جس انداز میں چاہے ادا کرتا رہے؟ اس کی ادائیگی میں امام المجاہدین، خاتم النبیین، رحمت للعالمین ﷺ کی سیرتِ مبارکہ کی پروا نہ کرے؟ شرعی اصول و احکامات کا لحاظ نہ رکھے؟ بلکہ من مانی کرتے ہوئے خون بہاتا رہے، جانیں ضائع کرتا رہے؟ تو کیا یہ بھی وہی جہاد ہے جو عزت و سربلندی اور امت مسلمہ کی کامیابی کا راستہ ہے؟ کیا ایسے جہاد سے اللہ کی رضا اور جنت حاصل کی جا سکے گی؟

نہیں میرے پیارے بھائیو، نہیں! اللہ نے جہاد کو اپنے پیارے حبیب ﷺ پر ایک عبادت اور فریضے کے طور پر نازل فرمایا۔ چنانچہ عبادت وہی مقبول ہو گی جو اللہ کے رسول ﷺ کے بتائے طریقے کے مطابق ہو گی، شرعی احکامات کی حدود میں رہتے ہوئے اس کو ادا کیا جائے گا، حلال و حرام، جائز و ناجائز کا لحاظ کرتے ہوئے اس کو انجام دیا جائے گا۔ ایسا نہیں ہے کہ ہر جنگ کرنے والا یا میدانِ جنگ میں خون بہانے والا مجاہد کہلائے۔ لہٰذا ہر مجاہد کو یہ بات اچھی طرح سمجھ لینی چاہیے کہ اللہ تعالیٰ نے جس طرح دیگر مسلمانوں

کو شریعت کی اتباع کا پابند بنایا، اسی طرح مجاہد بھی اسی شریعت کا پابند ہے۔ اللہ کے رسول ﷺ نے جو اعلان فرمایا کہ: الْحَلَالُ بَيِّنٌ وَالْحَرَامُ بَيِّنٌ، اسلام میں جو کچھ حلال کیا گیا ہے وہ واضح ہے، جو حرام ہے وہ بھی واضح ہے وَبَيْنَهُمَا مُشَبَّهَاتٌ لَا يَعْلَمُهَا كَثِيرٌ مِنَ النَّاسِ ، ان کے درمیان مشتبہ امور ہیں جن کو اکثر لوگ نہیں جانتے فَمَنِ اتَّقَى الْمُشَبَّهَاتِ اسْتَبْرَأَ لِدِينِهِ وَعِرْضِهِ ، چنانچہ جو شخص مشتبہات سے بچے گا، اپنا دین اور اپنی عزت کو بچا جائے گا، وَمَنْ وَقَعَ فِي الشُّبُهَاتِ كَرَاعٍ يَرْعَى حَوْلَ الْحِمَى يُوشِكُ أَنْ يُوَاقِعَهُ ، اور جو شخص ان مشتبہ چیزوں میں جا پڑا، اس کی مثال اس چرواہے کی سی ہے جو اپنے ریوڑ کو کسی کھیت کی باڑھ پر چراتا ہو، امکان ہے کہ کھیت میں بھی اس کی بکریاں جا گھسیں گی أَلَا وَإِنَّ لِكُلِّ مَلِكٍ حِمًى ، یاد رکھو! ہر بادشاہ کی سرحد ہوتی ہےأَلَا إِنَّ حِمَى اللَّهِ فِي أَرْضِهِ مَحَارِمُهُ سنو! اللہ کی سرحد اس کی حرام کردہ چیزیں ہیں۔(رواہ البخاری)

سو، اے میرے مجاہد بھائیو! اللہ کی حرام کردہ چیزوں سے وہی مجاہد بچ سکتا ہے جو حرام کی سرحدات سے دور رہے، ان کے قریب جانے کی کوشش ہی نہ کرے لیکن جو کسی بھی تاویل سے یا اس کو جہاد یا فدائی کا نام دے کر اس کے قریب جانے کی کوشش کرے گا، وہ ایک دن اللہ کی سرحدوں کو پامال بھی کر بیٹھے گا۔ اللہ کے مقابلے کون سا امیر ہو گا جو کائنات کے بادشاہ کی سرحدات کو پامال کرنے کی جرأت کرے؟ اللہ کی بادشاہت کو چیلنج کرے، جو مالک الملک کے سامنے جرأت دکھائے؟ یاد رکھیے! اللہ کی ذات بے نیاز ہے۔ اللہ کو ایسے جہاد کی ضرورت نہیں جو اس کی سرحدات کو پامال کر کے کیا جائے، اللہ کو ایسا خون بہانا پسند نہیں جو اس کی نافرمانی میں بہایا جائے، اللہ کو ایسی جانوں کی کوئی پروا نہیں جو اس کی شریعت سے ہٹ کر ضائع کی جائیں۔

میرے پیارے مجاہد بھائیو! ایک بات کو اچھی طرح سمجھنا ضروری ہے، اللہ اور اس کے رسول ﷺ نے جہاد کے میدان میں جن چیزوں سے منع فرما دیا، اسی میں جہاد کی بہتری ہے، ہماری سمجھ میں آئے یا نہ آئے، ہماری عقل و فہم اس کا ادراک کر سکے یا نہ کر پائے۔ حق وہی ہے جس کو شریعت میں بیان کر دیا گیا، اسی میں دین کا فائدہ ہے، اسی میں جہاد کا فائدہ ہے۔ مثال کے طور پر اللہ کے رسول ﷺ نے دشمن کی ان عورتوں اور بچوں کو قتل کرنے سے منع فرمایا جو جنگ میں شریک نہ ہوں۔ اب اگر کوئی نبیٔ کریم ﷺ کے فرمان کے مقابلے اپنی عقل چلائے، وہ یہ کہہ سکتا ہے کہ عورتوں اور بچوں کو مارنے سے دشمن پر رعب بڑھے گا، اس کو زیادہ تکلیف پہنچے گی اور اس کے لڑنے کے عزم میں کمزوری پیدا ہو گی چنانچہ عورتوں اور بچوں کو مارنا شروع کر دے تو اس کو اس کی کم عقلی اور تجربے کی کمی کہا جائے گا۔ ایک سطحی قسم کا جنگجو جو انسانی نفسیات سے واقف نہ ہو، ایسا سوچ سکتا ہے۔ کیونکہ اگر آپ گہرائی کے ساتھ انسانی نفسیات اور ان اثرات کا جائزہ لیں جو عورتوں اور بچوں کے خون سے معاشرے پر پڑتے ہیں تو اپنے پیارے نبی ﷺ کے فرمان کی صداقت پر ایمان اور پختہ ہو جائے گا کہ آپ ﷺ کا بیان کردہ یہ اصول آج جدید جنگوں کے دور میں بھی اُتنا ہی مفید ہے جتنا کہ آج سے ۱۴۰۰ سال پہلے تھا۔ آپ خود تصور کیجیے کہ آپ کے اندر نفرت اور غصہ کس صورت میں زیادہ پیدا ہو گی، اپنے لڑنے والے مردوں کی لاشوں سے یا اپنی عورتوں اور بچوں کی لاشیں دیکھ کر؟ یاد رکھیے! عورتوں اور بچوں کی لاشیں اور ان کا خون انسان کے دل میں نفرت اور انتقام کی آگ بھڑکاتا ہے حتیٰ کہ بزدل سے بزدل انسان بھی اپنی عورتوں اور بچوں کی خاطر مرنے مارنے پر آمادہ ہو جاتا ہے۔ کیا آپ نہیں دیکھتے کہ عورت جیسی کمزور ذات اپنے بچے کو بچانے کے لیے اپنی جان قربان کر دیتی

ہے؟ معلوم ہوا، عورتوں اور بچوں کا خون قاتل کے خلاف نفرت کی آگ بھڑکاتا ہے، اس کے دشمن کی تعداد میں اضافے کا سبب بنتا ہے اور مخالف کے لڑنے کے جذبے کو مہمیز کرتا ہے۔ اگر آپ اس بات کو سمجھ لیں کہ بچوں اور غیر مقاتل عورتوں کا خون معاشرے میں نفرت اور انتقام پیدا کرتا ہے تو اس کے بعد اس حقیقت کو بھی سمجھ لیجیے کہ اللہ تعالیٰ نے اپنے حبیب ﷺ کو قتال کا حکم اس لیے فرمایا کہ وہ اس کے ذریعے دشمنانِ دین کے لڑنے کے جذبے کو توڑ دیں، ان کے لڑنے کے عزم کو شکست دے دیں۔ چنانچہ دشمن کی قیادت اور اعلیٰ دماغوں کی کھوپڑیاں اڑانے کا حکم فرمایا گیا: فَقَاتِلُوْٓا اَىِٕمَّةَ الْكُفْرِ کہ ان کی قیادت سے جنگ کرو۔ اس کا مقصد آگے بیان فرمایا لَعَلَّهُمْ يَنْتَهُوْنَ ۝ تاکہ وہ نظامِ شریعت کے مقابلے لڑنے سے باز آجائیں۔ اس کی تفسیر میں امام ابو سعود رحمہ اللہ فرماتے ہیں: ليكن غرضكم من القتال انتهاؤهم عما هم عليه من الكفر وسائر العظائم لا مجرد إيصال الأذية بهم یعنی تمہارا ان کو قتل کرنا ان جنگجوؤں کی طرح نہیں جو جاہلی عصبیتوں کی خاطر اپنے دشمن کو صرف تکلیف پہنچاتے ہیں، اور کوئی مقصد نہیں ہوتا بلکہ تمہارے قتال کا مقصد تو یہ ہے کہ جس کو صحابہ رضوان اللہ علیہم اجمعین بیان کرتے تھے کہ دشمن کی قیادت کے سر اڑا کر ان رکاوٹوں کو ختم کر دیا جائے جو اس نظام کے نفاذ میں رکاوٹ ہیں تاکہ عام لوگوں کے لیے ہدایت کے دروازے کھل جائیں اور وہ اللہ کے دین میں اپنی خوشی سے داخل ہو جائیں۔ چنانچہ دشمن کے لڑنے کے عزم کو توڑنے کے لیے جارحانہ انداز میں ان پر تابڑ توڑ حملے کیے جائیں، ان کے کُشتوں کے پُشتے لگا دیے جائیں، ان کی قیادت کی کھوپڑیاں اڑائی جائیں، ان کے افسروں کو نشانہ بنایا جائے تاکہ ان کے لڑنے کے حوصلے ٹوٹ جائیں جیسا کہ آج الحمدللہ افغانستان میں امریکیوں اور اتحادی فوجوں کے ٹوٹ چکے ہیں۔

یاد رکھیے! گوریلا قوت اپنے دشمن کے لڑنے کے عزم و حوصلے کو توڑ کر اپنے اہداف کو حاصل کیا کرتی ہے۔ ایسا نہیں ہوتا کہ وہ اپنے دشمن کے کُل افراد کا خون بہا کر فتح حاصل کرتی ہو بلکہ ایک منظم قوت بھی کوشش کرتی ہے کہ اس کے دشمن کے لڑنے کا عزم ٹوٹ جائے۔ اپنے پیارے رسول ﷺ کی سیرتِ مبارکہ اٹھا کر تو دیکھیے؛ بدر میں فتح ہوئی تو ایسا نہیں تھا کہ میدانِ بدر میں موجود تمام کفار قتل کر دیے گئے تھے، اس لیے ان کو شکست ہو گئی۔ نہیں، بلکہ کفارِ مکہ کی اکثریت زندہ تھی لیکن قیادت کے ختم ہونے سے لڑنے کا وہ عزم اور حوصلہ ٹوٹ چکا تھا جو وہ مکے سے لے کر نکلے تھے۔ پوری سیرتِ مبارکہ کا مطالعہ کیجیے۔ پھر جب مکہ فتح ہوا تو کیا جزیرۃ العرب میں کوئی کافر باقی نہیں تھا؟ بہت کافر تھے اور جنگجو، انتقام لینے والے قریش موجود تھے لیکن ان کے لڑنے کے حوصلے ٹوٹ گئے تھے۔ اسی طرح جب سوویت یونین نے جب افغانستان میں شکست کھائی تو ایسا ہرگز نہیں تھا کہ ان کی فوج ختم ہو گئی تھی۔ نہیں، بلکہ ان کی لڑنے والی فوج کے حوصلے ٹوٹ چکے تھے اور آج بھی افغانستان میں امریکا اور اس کے اتحادیوں نے جو شکست کھائی ہے، ایسا نہیں ہے کہ ان کے ڈرون ختم ہو گئے، ان کے سیٹلائٹ تباہ کر دیے گئے یا ان کی جدید ٹیکنالوجی ختم ہو گئی۔ نہیں، بلکہ اللہ کی مدد سے اللہ کے شیروں نے ان کی لڑنے والی قوت کو اتنا مارا، اتنا بُرا مارا کہ ڈرون اور جیٹ کی مدد کے باوجود بھی اب ان فوجیوں میں اتنی ہمت نہیں رہی کہ اپنے مضبوط مورچوں اور کیمپوں میں بیٹھ کر بھی طالبان کے سامنے ٹھہر سکیں۔ معلوم ہوا کہ جنگ میں فتح دشمن کے لڑنے کے عزم کو توڑ کر حاصل کی جاتی ہے لیکن دشمن کی غیر مقاتل عورتوں اور بچوں کو قتل کرنے سے دشمن کے اندر لڑنے اور بدلہ لینے کا جذبہ بڑھتا ہے چنانچہ آپ ایسا کر کے ان کے لڑنے کے عزم کو توڑنے کی بجائے اور مضبوط کر رہے ہیں، نہ صرف ان کے بلکہ غیر جانبدار لوگوں کو بھی آپ ان ائمۃ الکفر کے ساتھ کھڑا کر رہے ہیں، آپ اپنے خلاف زیادہ

سے زیادہ لوگوں کو جنگ کے لیے کھڑا کر رہے ہیں حالانکہ اللہ کے رسول ﷺ نے دشمن کی تعداد کو گھٹایا ہے بڑھایا نہیں، دشمن کو تقسیم کرکے ان کو کمزور کیا ہے۔

میرے پیارے مجاہد بھائیو! اس جہاد کو اپنے پیارے نبی ﷺ سے سیکھیے، ان کے جانثار سپہ سالاروں سے سیکھیے، سب سے پہلے ہدف کا درست تعین کیجیے۔ یاد رکھیے! انقلاب اور جنگوں کے اندر صحیح اہداف کا تعین اور وقت اور وسائل کو کفایت شعاری سے استعمال کرنا جنگ کے فیصلوں پر اثرانداز ہوا کرتا ہے۔ جنگ وہی جیتا کرتا ہے جو جنگ کو اپنے ہاتھ میں رکھتا ہے اور جنگ اسی کے ہاتھ میں رہتی ہے جو اپنے منتخب کردہ ہدف کو چھوڑ کر جانبی لڑائیوں میں نہیں الجھتا۔ انقلابی تحریکوں کو خطرہ یہ نہیں ہوتا کہ دشمن قوت سے ان کو کچل دے گا، قوت کا استعمال تو انہیں اور مضبوط کرتا ہے بلکہ اصل خطرہ یہ ہوتا ہے کہ تحریک کے اس کے بنیادی ہدف سے ہٹا کر اس کو کسی اور جانب اغوا کرلیا جائے۔ آپ انقلابی تحریکات کی تاریخ دیکھ لیجیے، قوت سے تحریکیں ختم نہیں ہوا کرتیں بلکہ اکثر تحریکات کو ان کے بنیادی ہدف اور منہج سے اغوا کیا گیا ہے چنانچہ جنگ کو اپنے ہاتھ میں رکھنا بہت ضروری ہے۔ جنگ کو اپنے ہاتھ میں رکھنے کا فائدہ یہ ہوتا ہے کہ آپ جب چاہیں جنگ کا میدان گرم کردیں اور جب جنگ کو ہلکا کرنا ہی آپ کی ضرورت ہو تو اپنی مرضی سے فوراً جنگ کے ماحول کو ٹھنڈا کردیں۔ دشمن نہ چاہتے ہوئے بھی آپ کے منصوبے کے مطابق جنگ میں میدان میں آتا جاتا رہے گا، یہاں تک کہ اس کے لڑنے والے سپاہی اعصابی طور پر ٹوٹ پھوٹ کا شکار ہونے لگیں گے۔ ایسا سپہ سالار جنگ جیت لیا کرتا ہے جو دشمن کو اپنی مرضی کے میدان میں گھسیٹتا رہے لیکن اگر جنگ سپہ سالار کے ہاتھ سے نکل جائے تو فتح تو دور کی بات، یہ دشمن کی بچھائی بساط پر ایک مہرہ بن جایا کرتا ہے۔ جنگ کو اپنے ہاتھ میں رکھنے کے لیے صحیح ہدف کا تعین اور وقت اور وسائل کو صحیح انداز میں استعمال کرنا۔ اللہ تعالیٰ نے قرآنِ کریم میں اس جانب اشارہ فرمایا: فَاضْرِبُوْا فَوْقَ الْاَعْنَاقِ وَ اضْرِبُوْا مِنْهُمْ كُلَّ بَنَانٍ ﴿۱۲﴾ اللہ تعالیٰ فرشتوں کو یا اہلِ ایمان کو حکم فرمارہے ہیں کہ شریعت کے دشمنوں کی گردنوں پر وار کریں اور ان کے پور پور کو ماریں۔ اس میں اشارہ ہے اس بات کی جانب کہ ہدف کا تعین کرکے اور صحیح ہدف کا تعین کرکے اس کی شہ رگ کو مارنا پہلی ترجیح ہونی چاہیے تاکہ وقت بھی بچے اور وسائل بھی، لیکن اگر کبھی دشمن کی حالت مضبوط ہو اور آپ کی رسائی ابتدا ہی میں اس کی شہ رگ تک نہ ہوتی ہو تو پھر بھی جس حصے، جس شعبے تک رسائی ہے، اس حصے کے اصل پر وار کرنا تاکہ ایک ہی ضرب میں وہ حصہ ناکارہ ہوجائے۔ فرمایا: وَاضْرِبُوْا مِنْهُمْ كُلَّ بَنَانٍ ﴿۱۲﴾ اگر ہدف ہاتھ ہے تو ہاتھ کے جوڑ کو مار کر ایک ہی وار میں ہدف کو حاصل کرلینا تاکہ وقت بھی بچے اور وسائل بھی بچیں۔ اگر ہدف پورا بازو ہے تو کاندھے کے جوڑ پر مار کر ایک ہی وار میں پورے بازو کو ناکارہ بنادینا تاکہ کم وقت میں کم وسائل کے ساتھ ہدف کو مکمل حاصل کرلیا جائے۔ اس لیے جو وقت اور وسائل کو کفایت شعاری سے استعمال کرے گا، وہ بہت کم وقت اور کم وسائل خرچ کے اندر اپنا ہدف حاصل کرلے گا۔ رحمت للعالمین ﷺ کی سیرتِ مبارکہ اٹھا کر دیکھیے۔ آقائے مدنی ﷺ نے اسلام کو غالب کرنے کے لیے عرب کی سپر پاور جس کے ہاتھ میں عرب کی سیاسی اور مذہبی قیادت تھی، اس کو ہدفِ اوّل قرار دیا اور کم وقت اور کم وسائل کے ساتھ اپنا ہدف یعنی جزیرۃ العرب کی سب سے بڑی مذہبی، سیاسی اور عسکری قوت کفارِ مکہ کے لڑنے کے عزم کو توڑ کر رکھ دیا۔ اپنے پیارے نبی ﷺ کے نقشِ قدم پر چلتے ہوئے محسنِ ملت، مجددِ جہاد شیخ اُسامہ بن لادن شہید رحمہ اللہ نے عالمی نظامِ کفر کو شکست دینے کے لیے اس نظام کے سرغنہ امریکا اور اس کے مفادات کو مارنا پہلی

ترجیح قرار دیا، جس کو شیخ نے سانپ کے سر سے تعبیر کیا۔ اس کی انجام دہی میں وقت اور وسائل کو انتہائی کفایت شعاری سے استعمال کیا۔ چنانچہ آپ نے دیکھا کہ پینٹاگون اور ورلڈ ٹریڈ سینٹر کی تاریخ ساز کارروائیوں کی انجام دہی میں اللہ کی مدد سے کتنے کم وسائل کے ساتھ کتنے بڑے اہداف کو مار کر نہ صرف امریکا بلکہ دنیا کی تاریخ کے دھارے ہی بدل دیے گئے۔ پورے مغربی فلسفۂ حیات کے غرور کو خاک میں ملا دیا گیا۔ شیخ اُسامہ بن لادن رحمہ اللہ کے منہج پر چلتے ہوئے شیخ ایمن الظواہری حفظہ اللہ کی قیادت میں دنیا بھر میں ان کے مجاہدین آج بھی اسی منہج یعنی امریکا کو اپنی پہلی ترجیح پر رکھے ہوئے ہیں جس کے نتیجے میں اللہ کے فضل و کرم سے دنیا کا دھارا اور طاقت کے محور تبدیل ہو رہے ہیں اور خفیہ بازی گروں کے ہاتھوں سے ڈوریں یوں چھوٹیں، اب حال یہ ہو چکا ہے کہ ایشیا کی ڈوریں پکڑتے ہیں تو افریقا کی ڈوریں ہاتھ سے چھوٹتی نظر آتی ہیں، افریقا کی فکر کرتے ہیں تو یورپ کے چھوٹے چھوٹے ملک مالی معاملات میں امریکا اور ملٹی نیشنل سود خوروں کو آنکھیں دکھانا شروع ہو جاتے ہیں۔ یہ وہی امریکا ہے جس کے آنے کی دھمکی سے ایٹم بم رکھنے والی فوجوں کے جرنیل ہاتھ پھینک دیا کرتے تھے۔ آج اس کا یہ حال کہ پریشان ہے کہ القاعدہ سے افریقا کو بچائے یا یمن میں آکر اپنے نمک خواروں کی حفاظت کرے، افغانستان میں سارے اتحاد دورِ جدید کی بدترین شکست سے دوچار ہو رہے ہیں، جب کہ ارضِ شام کے لیے تو اس کو کوئی پالیسی بھی سمجھ میں نہیں آرہی سوائے اس کے کہ جنگ کی آگ کو ہی بھڑکاتا رہے، الجزائر و مراکش، لیبیا اور برصغیر اس کے علاوہ ہیں۔

سو، میرے پیارے مجاہد بھائیو! یہ اللہ کی مدد کے بعد نتیجہ ہے اس منصوبہ بندی کا جو شیخ اُسامہ بن لادن شہید رحمہ اللہ نے عالمی نظام کے کفر کو شکست دینے کے لیے کی اور شیخ کے بعد شیخ ایمن الظواہری حفظہ اللہ نے اس کو مدبرانہ انداز میں نہ صرف جاری رکھا ہوا ہے بلکہ اس منہج کو اغوا ہونے سے بھی بچایا ہوا ہے۔ الحمدللہ! آج صرف امریکا ہی شکست کے دہانے پر نہیں بلکہ پورا مغربی فلسفۂ حیات بے جان ہو کر شکست کھا رہا ہے کہ خود مغرب کے اندر رہنے والے اس بدبودار اور مفاد پرستی کے فلسفے کو چھوڑ کر محمد ﷺ کے فلسفۂ حیات اور طرزِ زندگی کی خاطر جانیں قربان کر رہے ہیں۔

میرے پیارے مجاہد بھائیو! نفاذِ شریعت کی اس جنگ کو شریعت کے راستے سے نہ ہٹایئے، اس کے اصل ہدف نظامِ کفر اور اس کی محافظ قوتوں سے نہ ہٹایئے، اس موجودہ عالمی اور ملکی نظام کو سمجھنے کی کوشش کیجیے کہ یہ کیسے چلتا ہے؟ اس کے اہم ستون کیا ہیں؟ کون سے ادارے سب سے اہم اور بنیادی ہیں؟ اس نظام میں کون سے افراد اس کی جان ہیں، اور کون ٹشو پیپر سے زیادہ حیثیت نہیں رکھتا؟ نظام کو سمجھ کر اس کے جوڑ جوڑ اور پور پور کو ماریئے اور ایسا ماریئے کہ خفیہ کمین گاہوں سے بھی چیخیں سنائی دینے لگیں۔ اسکولوں، یونیورسٹیوں، بازاروں اور عوامی مقامات میں معصوم مسلمانوں کے خون کی ہولی کھیل کر شہداء کے راستے کو خراب نہ کیجیے۔ یاد رکھیے! جہاد عبادت ہے اور عبادت کو رحمت للعالمین، نبی الملاحم ﷺ کے بتائے طریقے کے خلاف کیا گیا تو آپ محروم ہو جائیں گے دنیا میں بھی اور آخرت میں بھی۔ اللہ کے لیے اپنے پیارے نبی ﷺ کی سیرتِ مبارکہ کا مطالعہ کیجیے اور مکمل کیجیے؛ اوّل تا آخر، صرف جزوی واقعات کو سن کر اسی کو پوری سیرت نہ سمجھ بیٹھیے۔ اس بات کو سمجھنے کی کوشش کیجیے کہ کس موقع پر اللہ کے رسول ﷺ نے کیا موقف اختیار فرمایا؟ متحدہ دشمن کو کیسے توڑا جاتا ہے؟ سختیاں اور لاشوں کے پُشتے کب لگانا فائدہ مند ہوتا ہے، اور احسان اور معافی ہی کب آپ کو فاتح بنا دیتی ہے؟ اگر اس کو اور آسانی سے سمجھنا چاہتے ہیں تو اپنے مراکز میں امام محمد رحمہ اللہ کی مایہ ناز

تصنیف سیر کبیر پڑھانا شروع کیجیے، خصوصاً اس میں امان کا باب - کیونکہ یہ باب آپ کو جہاد کا خلاصہ اور اس جہاد سے شریعت کا مقصود سمجھا دے گا کہ شریعت مجاہد کو کب کیسا حکم دیتی ہے اور کیا بنیادی اہداف ہیں جن کا جنگ کے ہر مرحلے میں خیال رکھنا ضروری ہوا کرتا ہے؟ اسی طرح شیخ ایمن الظواہری حفظہ اللہ کی کتاب " فرسان تحت رایۃ النبی ﷺ" کا مطالعہ ضروری کر دیجیے جس میں شیخ جہاں دیدہ نے جہادی زندگی کا نچوڑ پیش کر کے رکھ دیا ہے۔ یہ مجاہدین کے لیے، دنیا بھر کے مجاہدین کے لیے بہت بڑا سرمایہ ہے۔ آپ اپنے جہاد کے ذریعے اپنے کاز (Cause) یعنی شریعت کے نفاذ کی دعوت، اعلائے کلمۃ اللہ کی دعوت کو نکھاریئے، اس کو فائدہ پہنچایئے، اس کے چہرے کو اتنا مسخ نہ کر دیجیے کہ آپ کے مخاطب آپ کے جہاد اور ملکوں کی فوجوں کی جنگ میں فرق کرنا ہی چھوڑ دیں، یہاں تک کہ آپ کے انصار، آپ کے اپنے انصار جو ہر مشکل میں آپ کے ساتھ کھڑے رہے، وہ بھی یہ پوچھنا شروع کر دیں کہ عامۃ المسلمین اور اسکول کالجوں کو خونِ مسلم سے رنگین کر کے آپ کون سی شریعت نافذ کرنا چاہتے ہیں؟

میرے پیارے مجاہد بھائیو! یہ جہادی تحریکات میری اور آپ کی ذاتی وراثت نہیں ہوتیں بلکہ یہ ہماری گردنوں پر اُن ہزاروں شہداء کا خون ہے جو میزائلوں اور بموں سے اڑا دیئے گئے، یہ ہماری گردنوں پر قرض ہے اُن سسکیوں کا جو ہمارے اسیر بھائیوں کی زبانوں سے ٹارچر سیلوں میں نکلیں اور اُن کو اُن کے رب کے علاوہ کسی کان نے نہیں سنا، یہ آہیں ہیں اُن بیواؤں کی جو ملک بھر میں شریعت کے نفاذ کی خاطر دل کی گہرائیوں سے اٹھیں اور سینوں ہی میں دبا دی گئیں۔ یاد رکھیے! یہ جہادی تحریک ان ہزاروں یتیم بچوں کی معصومیت کا بوجھ ہماری گردنوں پر ہے جن کے باپ ہنستے مسکراتے موت کو اس امید پر گلے لگا گئے کہ ان کے مجاہد ساتھی اس جہادی کاز (Cause) کو نقصان نہیں پہنچنے دیں گے، اس سے غداری نہیں کریں گے۔

اللہ کے لیے بس کیجیے! سوات تا وزیرستان مہاجرین کی اجڑی بستیاں، کھنڈرات نما مسمار کیے ان کے مکانات، ہزاروں عورتوں اور بچوں کا شریعت کی محبت میں تمہارے ساتھ ہجرت کر جانا، کسی بات کا تو خیال کیجیے! خود اپنی اس جہادی تحریک کو اپنے ہاتھوں برباد نہ کیجیے، اللہ کے لیے شہداء اور ان کے کاز (Cause) سے غداری سے کیجیے، یہی تو آپ کا دشمن چاہتا ہے کہ وہ آپ کا رُخ ایسے اہداف کی جانب موڑ دے جس سے آپ کے خلاف فضاء ہموار ہو جائے، خود آپ کے انصار اور آپ سے محبت کرنے والے آپ سے متنفر ہو جائیں اور جیسا کہ حکیم الامت شیخ ایمن الظواہری حفظہ اللہ " فرسان تحت رایۃ النبی ﷺ" میں فرمایا: فبدون رضاء الشعب ومساعدته الفعالة، يتحول رجل العصابات إلى قاطع طريق، ولا يبقى طويلاً على قيد الحياة. کہ بغیر عوام کی حمایت اور فعال تعاون کے، ایک گوریلا ڈاکو میں تبدیل ہو جاتا ہے یعنی عوام ساتھ ہوں تو یہی گوریلا ہوتا ہے لیکن عوام ساتھ چھوڑ دیں تو اس کی حیثیت ڈاکو کی ہو جاتی ہے جو چھپ کر عوام سے دور رہنے پر مجبور ہوتا ہے اور ایسا گوریلا زیادہ دن زندہ نہیں رہ سکتا۔ کیونکہ گوریلا سب سے پہلے ایک داعی، عوام کو ابھارنے والا، اپنے کاز (Cause) پر لوگوں کو لانے والا ہوا کرتا ہے، انقلابی سوچ کے بیج عوام میں بونے والا ہوا کرتا ہے بلکہ وہ قتال کو بھی در حقیقت اپنے کاز (Cause) کے لیے استعمال کیا کرتا ہے۔ اللہ تعالیٰ نے اپنے پیارے حبیب ﷺ کو جہاں ایک طرف یہ حکم فرمایا کہ فَقَاتِلْ فِيْ سَبِيْلِ اللّٰهِ ۚ لَا تُكَلَّفُ اِلَّا نَفْسَكَ کہ اگر کوئی میدانِ قتال میں نہیں نکلتا تو نہ نکلے، آپ تنِ تنہا قتال کیجیے لیکن اس جہاد کو مستقل جاری رکھنے کے لیے آپ مؤمنین کو جہاد کی دعوت ضرور دیجیے۔ فرمایا: وَحَرِّضِ الْمُؤْمِنِيْنَ اس کے بغیر یہ جہاد نہیں ہوا کرتا۔ لہٰذا کتنی ہی بڑی قوت آپ کے پاس ہو، کتنی ہی بڑی سلطنت آپ کے

پاس ہو، کتنے ہی وسائل آپ کے پاس ہوں لیکن آپ نے اگر اپنے مخاطب یعنی عامۃ المسلمین سے اپنا رشتہ کاٹ لیا، آپ کامیاب نہیں ہو سکتے۔ کسی بھی تحریک کو جاری رکھنے کے لیے رسد اور کمک اسی معاشرے سے ملتی ہے۔ یہی وجہ ہے کہ اس کے مقابلے موجود انٹیلی جنس ایجنسیاں سب سے پہلے جو کوشش کرتی ہیں، وہ یہ ہوتی ہے کہ گوریلا تحریک کوئی ایسا کام کرے جس کو بنیاد بنا کر اس کے خلاف عوام کو اپنے ساتھ ملایا جاسکے یا ایسا کام وہ خود ہی کرادیا کرتی ہیں، پھر اس کا الزام گوریلا تحریک پر لگادیتی ہیں تاکہ معاشرے کو اس تحریک سے بدظن کر دیا جائے۔

سو، میرے پیارے بھائیو! اس بات کو سمجھیے کہ مجاہد تو صرف ایک تڑپ، ایک درد اور ایک فکر میں ڈوب کر اپنے گھر سے نکلتا ہے، وہ اپنی جان کا سودا کر کے اپنے رب کی رضا حاصل کر لے، اپنی عزت کو داؤ پر لگا کر اپنے پیارے نبی ﷺ کو عزت دلانے والا بن جائے۔ اپنے آرام و سکون کو قربان کر کے اس امت کو سکون پہنچانے والا بن جائے جس کو اسلام کے دشمنوں نے صدیوں سے غلام بنایا ہوا ہے۔ اللہ گواہ ہے کہ اللہ کے راستے کا مجاہد شریعت یا شہادت کا نعرہ لگا کر اس راستے کی مشکلات کو صرف اس لیے ہنسی خوشی برداشت کرتا ہے کہ رحمت للعالمین ﷺ کی یہ مظلوم امت عالمی کفریہ نظام کی غلامی سے نکل کر محمد ﷺ کے عدل و انصاف والے نظام کی بہاریں دیکھے۔ ظلم و جبر کے اس جمہوری نظام کی چکی میں پستی، سسکتی اور بلکتی انسانیت اسی رحمت والے نظام میں داخل کر دی جائے جو رحمت والے نبی ﷺ کو دے کر بھیجا گیا تھا۔ مجاہد کا خون میں تڑپنا اور دشمن کو تڑپانا، پھانسی کے پھندوں کو چوم کر شریعت یا شہادت کا نعرہ لگانا، ٹارچر سیلوں کے تشدد زدہ حصوں سے احد احد کی صدائیں نکلنا، یہ سب اپنے رب کی رضا، اس کے دین کی سربلندی، ان کے لائے نبی ﷺ کے نظام کے نفاذ کی خاطر ہے، ان کی پیاری امت کے آرام اور سکون کی خاطر ہے۔ اس کے علاوہ ایک مجاہد کا مقصد کچھ اور نہیں۔ ورنہ اگر کسی کا مقصد کچھ ذاتی اغراض ہیں، کوئی قومی، وطنی یا جاہلی عصبیت ہے، دنیا کی دولت اور شہرت ہے، وہ کہاں مجاہد ہو سکتا ہے؟ اللہ کے رسول ﷺ نے فرمایا: مَنْ قَاتَلَ لِتَكُونَ كَلِمَةُ اللَّهِ هِيَ الْعُلْيَا فَهُوَ فِي سَبِيلِ اللَّهِ کہ جو اللہ کے دین کو غالب کرنے کے لیے، اس کے دین کو نافذ کرنے کے لیے قتال کرے گا، وہی اللہ کے راستے کا مجاہد کہلائے گا۔

یاد رکھیے! آپ کے دشمن نے جو مظالم آپ پر، آپ کے بچوں پر، آپ کی عورتوں پر ڈھائے اور جو حادثات آپ کو پیش آئے ہیں، یقیناً یہ حادثات اگر پہاڑوں کو پیش آجائیں تو وہ بھی دہل کر گر پڑیں لیکن سینوں میں سلگتی انتقام کی آگ کو اپنی خواہش کے مطابق ٹھنڈا کرنے کا نام جہاد نہیں۔ بلکہ جہاد تو یہ ہے کہ بھڑکتے جذبات کو شریعت کے احکامات کی ڈوری میں باندھ دیا جائے۔

سو، اے میرے مجاہد بھائیو! جہاد کے لیے کیا فائدہ مند ہے اور کیا نقصان دہ، یہ اللہ سے اچھا کوئی نہیں جان سکتا اور یہ سب کچھ اس نے اپنی کتاب میں بیان فرما دیا، اپنے پیارے حبیب ﷺ کے ذریعے ہم تک پہنچا دیا۔ اس لیے اسی کو مضبوطی سے پکڑے رہنے میں ہماری دنیا اور آخرت کی کامیابی ہے۔ آپ دشمن کی ذلیل اور غیر اخلاقی حرکتوں کو نہ دیکھیے کہ وہ معصوم بچوں کو قتل کر رہا ہے، آپ کے گھروں پر چھاپے مار کر آپ کی خواتین کو گرفتار کر رہا ہے، آپ کے وہ رشتہ دار جو اس جہاد میں آپ کے ساتھ بھی نہیں، اُن کو بھی وہ جیلوں میں ڈال رہا ہے، آپ کے قاصدوں کو بھی وہ گرفتار کر لیتا ہے لیکن آپ اس جیسے نہ بنیے، جہاد اور جنگ میں یہی تو فرق ہے، دنیا کے مال و متاع کی خاطر جانیں ضائع کرنے والوں اور اللہ کی شریعت کے لیے لڑنے والوں میں یہی تو امتیاز ہے۔ اسلام کے

مقابلے وطن اور ملک کی خاطر جنگ کرنے والی فوجیں ہمیشہ سے غیر اخلاقی حرکتیں کرتی رہی ہیں لیکن اسلام کا نفاذ چاہنے والوں کی اخلاقیات جنگوں کے اندر بھی ان کا طرۂ امتیاز رہی ہیں۔

میرے مجاہد ساتھیو! دعوتِ جہاد کو روکنے میں ناکامی کے بعد اب دشمن کی کوشش ہے کہ کس طرح جہاد کے چہرے کو مسخ کر دے چنانچہ مجاہدین کے نام پر مختلف ملکوں میں ایسے واقعات کرائے جا رہے ہیں جس سے لوگ جہاد سے متنفر ہو جائیں، ایسے واقعات جو نہ شرعاً کسی کی سمجھ میں آئیں، نہ عقلِ سلیم ہی اُن کو قبول کرتی ہو۔ اس لیے ضروری ہے کہ اپنے جہاد اور اس کے ثمرات کو بچانے کی فکر کیجیے، اس کو جاری تو رکھنا ہے.... ہر حال میں جاری رکھنا ہے لیکن اُس راستے پر جو واضح راستہ ہمارے پیارے رسول ﷺ ہمیں دے کر گئے ہیں، جس پر صحابہ کرام رضوان اللہ علیہم اجمعین چلے، انہوں نے کافروں سے بھی قتال کیا، مرتدین سے بھی قتال کیا، منکرینِ شریعت سے بھی قتال کیا، نہ وہ سست ہوئے نہ وہ کمزور پڑے لیکن مضبوط اور واضح شرعی دلائل کے ساتھ نہ کہ بودی اور بے جا تاویلات کا سہارا لے کر کسی کی جان و مال کو اپنے لیے حلال کیا۔ انہی صحابہ رضوان اللہ علیہم اجمعین کے نقشِ قدم پر چلتے ہوئے مجددِ جہاد، محسنِ ملت شیخ اُسامہ بن لادن شہید رحمہ اللہ نے امت مسلمہ کے سامنے جہاد کی دعوت کو واضح اور شفاف انداز میں رکھا، مجاہدین کو جہاد کے واضح اہداف دیے، اللہ تعالیٰ نے پوری دنیا میں اس دعوت کو ایسی مقبولیت عطا فرمائی کہ آج عالمِ اسلام جہاد کے نعروں سے گونج رہا ہے۔ شیخ اُسامہ رحمہ اللہ کی دعوت افغانستان کے کہساروں سے نکل کر یمن، شام، عراق، صومالیہ اور الجزائر و مراکش تک پھیلی۔ اس لیے میرے بھائیو! اگر جہاد کو مقبول بنانا چاہتے ہیں، دشمن کو شکست دینا چاہتے ہیں تو اسی دعوت اور اسی منہجِ جہاد کو اختیار کیے رکھیے جس پر چل کر ہم سے پہلے والے کامیاب ہوئے۔ اللہ تعالیٰ نے افغانستان میں امارتِ اسلامیہ کو متحدہ کفر کے مقابلے کامیابی سے سرفراز فرمایا، نہ انہوں نے اسکولوں میں دھماکے کیے، نہ یونیورسٹی میں پڑھنے والے بے گناہ مسلمانوں کے خون سے اپنے ہاتھوں کو رنگین کیا بلکہ واضح اہداف کی جانب ان کی توجہ رہی اور ان میں بھی انتہائی اہم اہداف جن کو قرآن نے جوڑ جوڑ اور پور پور کہا، اس دشمن کی شہ رگ کو مارا اور ایسا مارا الحمد للہ کہ وہ افغانستان چھوڑ کر بھاگنے پر مجبور ہو گیا۔ اللہ کی شریعت پر چل کر ہی ہمارا جہاد کامیابی سے ہمکنار ہو سکتا ہے۔ جو نعرہ شریعت کا ہم نے لگایا ہے، ہمیں سب سے پہلے اس شریعت کو اپنے اوپر نافذ کرنا ہے۔ اپنی گنوں، توپوں اور فدائیوں کو اس شریعت کے تابع بنانا ہے لیکن اگر ہمارے رب نے ہمارے قول و فعل میں تضاد پایا کہ ہم اسلام آباد اور دہلی پر اسلام نافذ کرنے کے نعرے لگاتے رہے اور اپنے آپ کو بھول گئے تو دوستو! پھر یہ ہوا کے بلبلے ہیں جو الفاظ کی شکل میں بہہ نکلے ہیں خواہ ان کو خونِ مسلم سے کتنا ہی رنگین کر دیا جائے، یہ اللہ کی رضا تو دور! اس کے غضب میں ہی اضافہ کریں گے۔ اللہ تعالیٰ ہمیں اپنی رضا کے مطابق جہاد کی توفیق عطا فرمائے اور ہمارے اس عالمی جہاد کو اچک لیے جانے اور اغوا ہو جانے سے محفوظ فرمائے

آمین! یارب العالمین!

وآخر دعوانا ان الحمد للہ رب العالمین